شاہ بلیغ الدین رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شانِ دیانت

جمعہ کا دن تھا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خطبے کے لیے کھڑے ہوئے، خطبے کے دوران ارشاد فرمایا کہ:

''صدقے کے بہت سے اونٹ آئے ہیں کل میں انہیں تقسیم کروں گا، لیکن آپ لوگوں سے خواہش ہے کہ آپ میں سے کوئی اس موقع پر نہ آئے۔'' مقصد یہ تھا کہ جو فیصلے اس موقع پر ہوں کوئی ان پر اثر انداز نہ ہو۔

ایک خاتون نے یہ سُن لیا کہ صدقے کے اونٹ بٹ رہے ہیں تو اس نے اپنے شوہر سے کہا کہ یہ نکیل لو اور موقع پر پہنچ جاؤ۔ کوشش کرنا کہ ایک اونٹ ہمیں بھی مل جائے۔ وہ اللہ کا نیک بندہ موقع پر پہنچ گیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حساب کرتے اور فہرست بناتے پھر رہے تھے۔ وہ ان کے پیچھے پیچھے گھومنے لگا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس شخص کے وہاں پہنچ جانے سے بڑی الجھن ہوئی۔ انہوں نے اسے چلے جانے کے لیے کہا اور کئی بار کہا لیکن وہ ڈھیٹ بنا رہا۔ ناچار حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کی نکیل چھین لی اور اسے وہاں سے نکال دیا اس طرح کہ نکیل کی ایک آدھ ضرب بھی اس پر پڑ گئی۔ تھوڑی دیر میں جب اونٹوں کا بٹوارہ ختم ہوا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس شخص کو ڈھونڈنے لگے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے۔ وہ شخص ملا تو کنز العمال میں لکھا ہے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے وہ نکیل واپس کی اور اس سے کہا کہ:

''مجھے یوں تمہیں نکیل سے نہ مارنا چاہیے تھا لیکن بہر حال مجھے اس وقت یہی ایک صورت معلوم ہوئی کہ تم سے پیچھا چھڑاؤں۔ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ تم مجھ سے میری اس زیادتی کا بدلہ لے لو۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر درمیان میں پڑ کر کہا:

''یہ تو کسی طرح مناسب نہیں کہ یہ شخص آپ کو مارے۔ اوّل تو آپ کی کوئی زیادتی نہیں، زیادتی اسی کی تھی پھر یہ بہت معیوب بات بھی ہوگی۔ آپ بہر حال ہم سب سے بڑے ہیں، ہمارے امیر ہیں۔''

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''وہ سب کچھ صحیح لیکن مجھے اس شخص پر یوں زیادتی کرنے کا کوئی حق نہ تھا۔ اقتدار کا مطلب یہ تھوڑا ہی ہے کہ میں اپنا مزاج نازک بنالوں اور لوگوں سے اس طرح سلوک کروں!...... پھل دار درخت پر تو پتھر آتے ہی رہتے ہیں۔ عوام حاکموں ہی کی طرف رجوع ہوں گے اس لیے انہیں ہمیشہ پرسکون رہنا چاہیے۔''

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، اللہ سے ڈرنے والے، اپنی ذمہ داری کے احساس سے بہت متأثر تھے اور سمجھتے تھے

کہ انصاف کا تقاضا یہی ہے کہ مظلوم کو بدلہ لینے کا موقع دیں۔ آخر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے بات کی وہ اُلٹا اپنے قصور پر نادم تھا۔ خیر طے پایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس شخص کو راضی کرلیں۔

اس شخص کو صدقے کی تقسیم میں کوئی اونٹ نہ ملا تھا۔ بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے خادم کو بلایا اور چپکے سے اسے کچھ حکم دیا۔ وہ گیا اور تھوڑی دیر میں لوٹا تو اس کے ساتھ سواری کی ایک اونٹنی اس کا کجاوہ ایک دھاری دار کمل اور پانچ دینار تھے۔ یہ ساری چیزیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اپنی ملکیت تھیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کو راضی کرنے کی بہترین صورت یہ سمجھی کہ ہرجانے کے طور پر یہ سب چیزیں اس شخص کو دیں۔ اس کا کوئی حق ہی نہ بنتا تھا مگر احساسِ انصاف تھا، دیانتِ فکر تھی، خدا کا خوف تھا جس نے خلیفۂ بلافصل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس بات پر مجبور کردیا کہ وہ بدلہ چکا دیں۔

وہ شخص ساری چیزیں لے کر خوشی خوشی وہاں سے چلا گیا اور راستہ بھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دعائیں دیتا رہا۔

اپنے طرزِ عمل کا جو معیار ہمارے بزرگوں نے قائم کیا اگر آج وہ مسلم سربراہوں کے سامنے رہے تو ہمارا معاشرہ کہاں سے کہاں پہنچ جائے! (''تجلی'': ۷۵تا۷۷)

❁ ❁ ❁

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسئَلُکَ الصِّحَّۃَ وَالْعِفَّۃَ وَالْاَمَانَۃَ وَحُسْنَ الْخُلُقِ وَالرِّضَا بِالْقَدَرِ.

ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے صحت، پاکدامنی، امانت، حسنِ خلق، اور تقدیر پر راضی رہنے کا سوال کرتا ہوں۔

(الدعاء للطبرانی، جلد۱، صفحہ ۴۳۶، مجمع الزوائد، جلد۱۰، صفحہ۱۷۳، کنز العمال، جلد۲، صفحہ ۳۱۰)

☆ حضرت بسر بن ارطاۃ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا فرماتے سنا:

اَللّٰھُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِی الْاُمُورِ کُلِّھَا وَاَجِرْنَا مِنْ خِزْیِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَۃِ.

ترجمہ: اے اللہ میرے تمام امور کے انجام کو بہتر بنا اور دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے بچا۔

(مجمع الزوائد، جلد۱۰، صفحہ۱۷۸، الدعاء، جلد۱، صفحہ ۴۴۸)